جانشین اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام، جمال الانام حضرۃ العلام
مفتی محمد حامد رضا خان قادری بریلوی علیہ الرحمہ کی سوانح

حُجۃُ الاسلام

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

www.muftiakhtarrazakhan.com

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

حجۃ الاسلام

از

عبد النعیم عزیزی بلرام پوری

(مدیر ماہنامہ "سنّی دنیا" بریلی شریف)

ناشر:-
ادارہ سنّی دنیا رضا نگر سوداگران بریلی شریف

نام کتاب : حجۃ الاسلام

مرتب : عبدالنعیم عزیزی بلرام پوری
مدیر: ماہنامہ "سنی دنیا" بریلی شریف

ناشر: ادارہ سنی دنیا ۸۲۔ رضانگر سوداگران
بریلی شریف

سن اشاعت: جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ / دسمبر ۱۹۸۸ء

ملنے کے پتے

۱۔ "مکتبہ سنی دنیا" ۸۲۔ سوداگران رضانگر بریلی شریف
۲۔ قادری بکڈپو نو محلہ مسجد بریلی شریف
۳۔ مکتبہ مشرق، کانکر ٹولہ اولڈ سٹی بریلی شریف

انتساب

فقیر اپنی اس حقیر کاوش کو ایک عظیم شخصیت اور اپنے ممدوح
حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ
کے نبیرہ۔ جانشین مفتئ اعظم اور موجودہ مفتئ اعظم حضرت
علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری قبلہ دامت برکاتہم
النورانیہ کے نام منسوب کرتا ہے جنھیں دیکھ کر لوگوں
کو ان کے جدی الکریم حجۃ الاسلام کی یاد تازہ
ہو جاتی ہے۔

عبد النعیم عزیزی

کانٹے گلاب کے

عبدالنعیم عزیزی

ہم انھیں شیخ الانام اور حجۃ الاسلام جیسے باوقار اور باعظمت (جو واقعی ان کی شان کے لائق ہیں) القابات سے یاد کرتے ہیں ہم نہیں جانتے اور مانتے ہیں۔ لیکن ہم نے ان کو عقیدت کا خراج پیش کرنے کے لیے کیا کچھ کیا۔ اپنے قلم کو کتنی حرکت دی۔۔۔ کاغذ کے کتنے صفحات اپنی محبت وعقیدت کی خاطر ان کے نام پر وقف کیے۔ ان کے علمی، ادبی، مذہبی وسماجی کارناموں سے تحریر کے ذریعہ کتنے لوگوں کو روشناس کرایا۔ ان پر ہم نے کتنے کتب ورسائل لکھے۔ ہم یہ نہیں جانتے اور جو جانتے ہیں ان کا جواب بھی نفی میں ہی ہوگا۔

جس عظیم شخصیت کو شیخ الانام کہا گیا ہو جسے علمائے ربانیین نے حجۃ الاسلام کا لقب دیا ہو جو اسلام کی حجت تھا۔ اسلام کی حقانیت کی دلیل تھا۔ جس کا چہرہ برہان تھا۔ ایسے حسین۔ ہر اعتبار سے حسین۔ جس کے چہرہ میں حسن۔ علم واخلاق میں حسن۔ سیرت وکردار میں حسن، عمل وفضل میں حسن۔ جس کی ہر بات اور ہر ادا میں حسن جسے جمال الاولیا، کہیں تو بھی بجا۔ جلالۃ العلم کہیں تو بھی صحیح، ایسے حسین اور سچے کے حسن اور اس کی سچائی کی کہانی کو ہم نے محض ایک داستان ایک کہانی سمجھ کر بھلا دیا اور کبھی اس بات کی ضرورت محسوس نہ کی کہ جھوٹ اور تاریکی کے دور میں باطل پرستوں اور بد مذہبوں سے نمٹنے کیلئے

گمرہوں اور اندھی عقیدت کے راہیوں کو صراط مستقیم پر چلانے اور روشن عقیدگی عطا کرنے کی خاطر اس سچے اور حسین کے نور اور سچائی کا سہارا لے سکیں یہ حسین ۔ یہ سچا ۔ یہ عظیم کون ہے جسے ہم شیخ الانام کہتے ہیں، حجۃ الاسلام کہہ کر پکارتے ہیں، جمال الاولیاء اور جلالۃ العلم اور جانے کتنے خوب صورت گراں قدر خطابات سے یاد کرتے ہیں ۔

یہ ایک عظیم تاجدار کا عظیم شہزادہ ہے ۔ یہ بڑے باپ کا بڑا بیٹا ہے جس نے پدرم سلطان بود کی سیڑھی سے بام رفعت پر پہنچنے کی کوشش نہ کرکے اور محض نام و نمود کی خاطر مخدوم زادگی اور خاندانی بڑائی کا رعب نہ ڈال کر علم و فضل، زہد و تقویٰ، اخلاق و کردار اور خدمت دین و قوم سے عظمتیں اور بلندیاں حاصل کی ہیں ۔ اور یہ ذات گرامی ہے انیسویں صدی کے مجدد اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے شہزادۂ اکبر کی جس پر انہیں خود بڑا ناز تھا ۔ جو اپنے والد گرامی کے دست راست ۔ ہر قدم پر ان کے ممدو معاون اور ان کی ہر تحریک حق کے سب سے بڑے موید ۔ ان کے وکیل اور ان کے سب سے بڑے ساتھی اور حامی تھے ۔ اور انہیں کے لیے اعلیٰحضرت نے فرمایا تھا ۔

حامد منی انا من حامد

(حامد مجھ سے ہیں اور میں حامد سے ہوں)

اعلیٰحضرت کے اس فرمانے میں اپنے بیٹے سے بے پناہ محبت اور اس پر کامل یقین و اعتماد کے ساتھ ساتھ ان کی ایک کرامت بھی پوشیدہ تھی ۔ اور آج یہ بات سب کو معلوم ہے کہ اعلیٰحضرت کی نسل ان کے اسی فرزند اکبر سے چل رہی ہے ۔ اعلیٰحضرت کے فرزند اصغر مفتی اعظم حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خاں

نوری علیہ الرحمہ کے اولاد ذکور کا سلسلہ باقی نہیں ہے۔ ان کے ایک فرزند تولد ہوئے تھے جو کم سنی میں انتقال فرما گئے تھے۔

اعلیٰحضرت کے بھی وہ حامد ہیں جن کا نام نامی اسم گرامی محمد حامد رضا خاں ہے اور جنہیں ہم حجۃ الاسلام کہتے ہیں۔ افسوس ایسی بڑی شخصیت، علمی شخصیت پر اب تک باقاعدہ کوئی کتاب نہیں لکھی جا سکی۔ ہند و پاک کے چند اخبارات و رسائل میں چند مضامین یا چند مناقب البتہ چھپ چکے ہیں۔ اور بس، ان کے بارے میں معلومات کے ہمارے لیے وہی ذریعہ ہیں۔ اس بات کا افسوس اور بھی دوہرا اور ناقابل برداشت ہے کہ ان کی تصنیفات ان کے فتاوے، ان کے منظومات بھی محفوظ نہیں ہیں۔

آج وہ چھوٹے بھیئے جو علم و عمل کے لحاظ سے بونے ہیں ان کے ماننے والے اور ان کے حلقہ کے لوگ ان بالشتیوں کو قدآور اور دیوپیکر بنا کر پیش کر رہے ہیں اور جو قدآور تھے جو منارۂ روشن تھے ہم ان کی قدر و قیمت سے غافل ہیں، ہم نے روشنی کو۔ ان مناروں کی اونچائیوں کو اپنی عدم توجہی اور بے حسی کے غبار اور بدلیوں میں چھپا کر نگاہوں سے پوشیدہ کر دیا ہے۔

ضرورت ہے کہ حجۃ الاسلام جیسی عظیم شخصیت نازشِ اعلیٰحضرت اہل سنن کی آبرو، لاکھوں کروڑوں دلوں کی آرزو اور علم و فن کی جستجو کے کارناموں کی تلاش و جستجو کریں۔ ان پر کام کریں۔ لکھنے کا کام۔ ان کے علمی اور مذہبی کارناموں سے لوگوں کو روشناس کرائیں اور یہ کام صرف رضویوں حامدیوں اور نوریوں ہی کا نہیں ہے۔ بلکہ ہر سنی کا ہے جو اس کام کے لائق ہو۔ اس لیے کہ حجۃ الاسلام سبھی سنیوں کے ہیں۔ اسی طرح ہماری جماعت کا ہر فرد، ہر عالم

ہر ولی، وہ کسی بھی سنی خانوادہ یا سنی سلسلہ کا ہو وہ ہمارا ہے۔

باطل پرستوں کا یہ عالم ہے کہ اپنے مولویوں اور پیروں کے ایک ایک پرزے پرزے کو محفوظ رکھتے ہیں اور ان کے کارناموں کو خوب اچھالتے ہیں اور جو چھپانے کے لائق ہوتے ہیں انہیں بھی چھپا دیتے ہیں اور جہاں ہر بات سچی اور لائق اشاعت ہو ہم اس کی اشاعت بھی نہیں کر پاتے۔ اپنے بڑوں کی بڑائی بیان کرنے کے لیے علم و قلم سے کام بھی نہیں لے پاتے۔ حتیٰ کہ جو وہ چھوڑ جاتے ہیں اسے جوڑ بھی نہیں پاتے۔

فقیر نے ماہنامہ "سنی دنیا" اور دیگر رسائل کے توسط سے حجۃ الاسلام سیدنا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کے حالات و واقعات کے بارے میں قلمکار حضرات سے بڑی درخواستیں کیں مگر افسوس کہیں سے چند سطریں یا چند جملے بھی حاصل نہ ہوئے۔

بہرکیف یہ کتابچہ ہدیۂ ناظرین ہے۔ اپنا تو یہ اصول ہے کہ تاریکی دور کرنے کیلئے ٹیوب لائٹ و بلب میسر نہ ہوں تو شمع کا چھوٹا سا ٹکڑا ہی روشن کر دیا جاتے۔ کچھ تو اندھیرا مٹے گا۔ کچھ تو اجالا پھیلے گا۔

اپیل

جن حضرات کو شہزادۂ اعلیحضرت حجۃ الاسلام حضرت علامہ محمد حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ والرضوان کی زندگی اور ان کے کارناموں سے واقفیت ہے۔ وہ ہمیں اپنی نگارشات بھیجیں۔ ماہنامہ سنی دنیا میں شائع کر دیا جائے گا اور اگلے ایڈیشن میں ان کا مضمون شکریہ کے ساتھ شائع کر دیا جائے گا۔

جو بھی حضرات حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ پر کتاب لکھ سکتے ہوں وہ اس سلسلہ میں ہمارا ہر طرح کا مالی، قلمی تعاون بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

ایسے حضرات کے جوابات کا ہم انتظار کریں گے اور کرتے رہیں گے۔

عبد النعیم عزیزی
مدیر ماہنامہ "سنی دنیا" بریلی شریف

ماخذ

اس کتاب "حجۃ الاسلام" کی ترتیب میں مندرجہ ذیل کتب ورسائل سے استفادہ کیا گیا ہے۔

الاستمداد ۔ حسام الحرمین : از اعلیٰحضرت
خطبہ حجۃ الاسلام : از حجۃ الاسلام
حیات اعلیٰحضرت : از علامہ ظفر الدین
ذکر رضا : از مولانا محمود جان
دعوت فکر : از علامہ مشتاق تابش
ماہنامہ اعلیٰحضرت بریلی شریف : جون ۱۹۶۳ء، دسمبر ۱۹۸۸ء
ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف : ستمبر ۱۹۸۸ء نومبر ۱۹۸۸ء
معارف رضا، کراچی : ۱۹۸۷ء
ماہنامہ رفاقت : پٹنہ ۔ دسمبر ۸۸ء
روزنامہ جنگ، کراچی

(عبد النعیم عزیزی)

مناقب حجۃ الاسلام

جمال الاولیاء شیخ الانام حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ والرضوان کی حیات ظاہری ہی میں ان کے حسن وجمال، علم وفضل و کمال، اشاعت سنیت اور تبلیغ دین متین میں ان کی سرگرمی اور قوم وملت کی خدمت وقیادت کے کارناموں کو دیکھ کر علماء وشعراء ان کی تعریف وتوصیف میں نثر ونظم میں اپنے دلی جذبات کا اظہار کرنے لگے تھے اور بعد وصال دنیائے سنیت کے مشاہیر اہل علم وقلم نے ان کی مدح سرائی میں منقبتیں لکھیں جو مختلف مذہبی وادبی رسائل میں چھپ چکی ہیں۔ جن میں مرید اعلیٰحضرت مولانا سید ایوب علی صاحب، مولانا محمود جان، حضرت مفتی رجب علی صاحب، حضرت مولانا ابراہیم خوشتر صاحب، محترم سید انتظام علی نادر صاحب، حضرت مولانا علی احمد سیوانی صاحب اور جناب ظفر قادری پوکھریروی صاحب کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

خود راقم الحروف عبد النعیم عزیزی نے بھی سیدی حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کو منظوم خراج عقیدت پیش کیا ہے اور ایک منقبت ماہنامہ "سنی دنیا" میں چھپ بھی چکی ہے۔

دوسری منقبت گیت کی شکل میں ہے جس کا پہلا بند بطور نمونہ ہدیۂ ناظرین ہے۔

تم سے رضا کا نام ہے حامد تم ہی رضا ہو ابن رضا ہو
ماہ رضا ہو، مہر رضا ہو، چشم رضا کے تم ہو ستارے
دستِ رضا ہو، کلک رضا ہو تم سے رضا کے بہتے ہیں دھارے
تم ہی نقیبِ فکرِ رضا ہو ان کی صدا ہو حسن ادا ہو
تم سے رضا کا نام ہے حامد تم ہی رضا ہو ابنِ رضا ہو

منقبت حجۃ الاسلام

از: حضرت مولانا سید ایوب علی صاحب قدس سرہٗ

اے سینوں کے پیشوا حامد رضا حامد رضا
کیا نام ہے پیارا ترا حامد رضا حامد رضا
ہے تو اعدا کی قضا حامد رضا حامد رضا
احباب کی ہے تو بقا حامد رضا حامد رضا
چشم و چراغ اصفیا، شمع جمال ا
ممتاز خاصان خدا حامد رضا حامد رضا
تاریکیاں ہیں ہر طرف للہ کر دے برطرف
اے آفتاب پُر ضیا حامد رضا حامد رضا
گھر گھر ترا افسانہ ہے ہر دل ترا دیوانہ ہے
اے جان عبد المصطفےٰ حامد رضا حامد رضا

صورت ہے نورانی تری سیرت ہے لاثانی تری
طینت ہے تیری مرحبا حامد رضا حامد رضا
بنگال تیرا مجرئی، مشتاق تیرا بمبئی
پنجاب پروانہ ترا حامد رضا حامد رضا
ہندوستاں میں دھوم ہے کس بات کی معلوم ہے
لاہور میں ڈنکا بجا حامد رضا حامد رضا
سمجھے تھے کیا اور کیا ہوا ارمان دل میں رہ گیا
تیرے سر سہرا رہا حامد رضا حامد رضا
الغرض قصہ مختصر آیا نہ کوئی وقت پر
تیرے مقابل منچلا حامد رضا حامد رضا

منقبت

مولانا محمود جان علیہ الرحمۃ خلیفہ اعلیحضرت

جانشینی کے مناسب تھے وہی ابن کبیر
تھے سزاوار خلافت وہی سنت کے نصیر
منصب و عہدہ افتاء و قضا کے سرور
برج منقول کے معقول کے ماہِ انور
عرس جہلم میں خلافت کا عمامہ سر پر
پورا اکبر کے بندھا خوش ہوئے ارباب بصر
خرقۂ فقر مشائخ کو بہنگام عشاء
شاہ مہدی نے بصد لطف اسے پہنایا
جانشینی ہو مبارک تجھے اے ابن رضا
خرقہ پوشی خلافت بھی مبارک ہو سدا
بول بالا ہو تری ذات سے دین حق کا
بدعتی ہوں ترے ہاتھوں سے ذلیل و رسوا

ہو شریعت میں طریقت میں مثال والا
ناصر و زندہ کن و فیض رساں اے حامد

(نوٹ) مندرجہ بالا منقبت ذکر رضا سے لی گئی ہے جو اعلیٰحضرت کے خلیفہ مولانا محمود جان صاحب علیہ الرحمہ کی تصنیف ہے قصیدہ الاستمداد ۱۳۲۱ھ کے آخر میں حضور اعلیٰحضرت نے جو اپنے خلفاء کے اسماء شمار فرمائے ہیں ان میں ان کا (مولانا محمود جان علیہ الرحمہ کا نام رہ گیا ہے جس کے بارے میں حضور اعلیٰحضرت نے اپنے ایک مکتوب کے ذریعہ جو انھوں نے اپنے وصال سے چند ماہ قبل مولانا علیہ الرحمہ کے نام ارسال فرمایا تھا۔ یہ رقم فرمایا کہ آپ کا نام سہواً رقم ہونے سے رہ گیا۔

اپنے وصال شریف سے قبل حضور اعلیٰحضرت نے مولانا محمود جان صاحب کو جو خلافت نامہ بھیجا اس پر صرف اعلیٰحضرت کے دستخط ہیں مہر نہیں ہے اس لیے کہ مہر گم ہو گئی تھی "ذکر رضا" کے ص۱۴ پر خلافت نامہ کی نقل دیکھی جا سکتی ہے۔

منقبت

از: جناب سید انتظام علی نادر صابری

منظہر شان خدا حامد رضا　　مطلع صبح ضیاء حامد رضا
جاں نثار مصطفیٰ حامد رضا　　عاشقِ غوث الوریٰ حامد رضا
صوفی صدق و صفا حامد رضا　　سالک راہِ خدا حامد رضا
عالم عالی لقب صوفی منش　　پر توِ احمد رضا حامد رضا
فخر ہند فخر عرب فخر عجم　　حضرتِ احمد رضا حامد رضا
مشغلہ ہر دم بذکر کبریا　　یاد میں حق کی فنا حامد رضا
ہر گھڑی لب پہ تھا اللہ الصمد　　متقی و پارسا حامد رضا
طوطی شیریں سخن غنچہ دہن　　بلبل باغ رضا حامد رضا
مرغ لاہوتی فضائے قادری　　بانگ زن غوث الوریٰ حامد رضا

اللہ اللہ تیرا وہ حسن و جمال
میرے دل کو لے اُڑا حامد رضا
کسطرف ڈھونڈوں کہاں پاؤں تجھے
ہائے مجھ سے گم ہوا حامد رضا
دیکھ لوں تجھکو تو چین آئے مجھے
آ ذرا بہرِ خدا حامد رضا
دید کے مشتاق ہیں عاشق ترے
بے حجابانہ ذرا آ حامد رضا
نادرِ خستہ کو ہوں وہ دن نصیب
دیکھے پھر روضہ ترا حامد رضا

مولانا علی احمد سیوانی

عاشق شاہِ زمن وہ حجۃ الاسلام تھے
مدح خوان پنجتن وہ حجۃ الاسلام تھے
کاروان اہلسنت خواب سے بیدار تھا
رہبر اہلِ سُنن وہ حجۃ الاسلام تھے

ظفر قادری پوکھریروی

عاشق ماہِ نبوت حجۃ الاسلام ہیں
واصفِ ذاتِ رسالت حجۃ الاسلام ہیں
جانشینِ اعلیٰحضرت حجۃ الاسلام ہیں
مسندِ رضوی کی زینت حجۃ الاسلام ہیں
نوری صورت نوری سیرت حجۃ الاسلام ہیں
پاک باطن پاک طینت حجۃ الاسلام ہیں

حجۃ الاسلام ــــ مختصر سوانح

عبد النعیم عزیزی

۱۴ ویں صدی کے مجدد۔ مجدد دین وملت اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے فرزند اکبر۔ ماہ ربیع الاول ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۵ء محلہ سوداگران بریلی شریف میں تولد ہوئے۔

محمد نام پر عقیقہ ہوا۔ عرف حامد رضا رکھا گیا۔ اس طرح پورا نام محمد حامد رضا پڑ گیا۔ لفظ محمد کے اعداد ۹۲ ہیں اور اس لحاظ سے عقیقہ کا یہ نام حجۃ الاسلام تاریخی نام بھی بن جاتا ہے اس لیے کہ ۱۲۹۲ھ آپ کی سن ولادت ہے۔

حجۃ الاسلام آپ کا خطاب ہے۔ شیخ الانام اور جمال الاولیاء کے القاب سے بھی آپ کو یاد کیا گیا۔

حسنِ صُورت حضور حجۃ الاسلام بہت ہی حسین وجمیل اور وجیہہ وشکیل تھے۔ جانے کتنے غیر مسلم حتّٰی کہ عیسائی پادری بھی آپ کے نورانی چہرہ کو دیکھ کر مشرف با سلام ہوئے ہیں۔ ان کا چہرہ ہی برہان تھا اور یہ صورت وسیرت ہر اعتبار اور ہر ادا سے اسلام کی حجت، حقانیت کی دلیل اور سچائی کی برہان تھے۔

جے پور، چتوڑ گڑھ، اودے پور اور گوالیار کے راجگان آپ کے دیدار کے لیے بیتاب رہا کرتے تھے اور آپ جب اُن راجگان میں سے کسی کے شہر میں بسلسلۂ پروگرام یا مریدین ومتوسلین کے یہاں آپ تشریف لے جاتے تھے تو

آپ کی زیارت کر لیا کرتا تھا۔

کئی بد مذہب اور مرتدین صرف آپ کے چہرہ زیبا ہی کو دیکھ کر تائب ہوئے ہیں۔ آپ کو شہسواری کا بھی شوق تھا۔ آپ کی زمینداری میں اچھے نسل کے گھوڑے موجود تھے۔ حجۃ الاسلام کی شہسواری کا ایک واقعہ بڑا مشہور ہے۔ نوجوانی کا عالم تھا۔ گرمی کی دوپہر میں آپ محلہ سوداگران کی مسجد کی فصیل پر کچھ دوسرے لوگوں کے ساتھ املی کے درخت کے سایہ میں کھڑے تھے۔ ناگاہ ایک شخص گھوڑے پر سوار آیا اور چیلنج کرنے لگا کہ ہے کوئی جو میرے اس سرکش گھوڑے پر سواری کر سکے۔ حضرت حجۃ الاسلام اس کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے آگے بڑھے اور جست لگا کر گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ ابتداء میں تو گھوڑے نے شرارت کی لیکن آپ نے ایڑ لگا کر اسے دوڑنے پر مجبور کر دیا۔ بالآخر گھوڑا ان کو لے کر ہوا ہو گیا۔ احباب گھبرا اٹھے اور فوراً جا کر ان کے عم محترم حضرت علامہ حسن رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کو خبر کیا۔ وہ آئے اور گھوڑے والے کو پکڑا اور فرمایا۔ اگر میرے بچہ کو کچھ ہو گیا تو تیری خیر نہیں۔ ادھر سرکش گھوڑا حجۃ الاسلام کا مطیع ہو چکا تھا تھوڑی دیر میں وہ اس پر بڑی شان کے ساتھ سواری کرتے ہوئے واپس تشریف لے آئے۔

گھوڑے کا مالک یہ ماجرا دیکھ کر دنگ رہ گیا اور اس نے ان کی شہسواری کی بڑی تعریف کی اور ان کے عم محترم سے معافی طلب کر کے وہاں سے چلا گیا۔

درس و تدریس

حضرت حجۃ الاسلام نے جملہ علوم و فنون اپنے والد گرامی سے حاصل کیے۔ درس کے وقت آپ کے بعض سوالات حضور اعلیحضرت کو ایسے پسند آتے کہ "قال الولد الاعز" لکھ کر سوال اور جواب قلمبند فرما دیتے۔ مدینہ طیبہ کے جید عالم حضرت علامہ عبد القادر طرابلسی

شامی سے حجۃ الاسلام کا جو مکالمہ ہوا اس کا تذکرہ اعلیحضرت نے ملفوظات میں خود فرمایا۔

۱۳۲۳ھ میں حضور اعلیحضرت کے دوسرے اور تاریخی حج و زیارت کے موقع پر جب پہلی باران کے ہمراہ مکۂ معظمہ اور مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو مکہ مکرمہ میں شیخ العلمٰی حضرت علامہ محمد سعید بابصیل اور مدینہ طیبہ میں حضرت علامہ سید احمد برزنجی کے حلقۂ درس میں شریک ہوئے۔ اکابر علماء نے انھیں سندیں عطاکیں حضرت علامہ خلیل خربوطی نے سند فقہ حنفی عطا فرمائی جو علامہ سید طحطاوی سے انھیں صرف دو واسطوں سے حاصل تھی۔

حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے تلامذہ کو خود سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی نے سندات عطا فرمائیں۔ دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کے درجۂ اعلیٰ میں صدر المدرسین اور شیخ الحدیث کی جگہ پر بھی آپ نے کام کیا۔ آپ تفسیر بیضاوی شریف کے درس میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔

بیعت وخلافت

حضور حجۃ الاسلام کو بیعت وخلافت کا شرف نور العارفین حضرت سیدنا ابوالحسین احمد نوری نور اللہ مرقدہٗ سے حاصل ہے۔

حضور اعلیحضرت نے بھی جمیع سلاسل جسقدر خود ان کو اجازت تھی، اجازت فرمائی اور تمام علوم وفنون اوراد و اعمال اور اذکار و اشغال کا مجاز وماذون کیا

حج وزیارت

حضور حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے پہلا حج تو اپنے والد گرامی سیدنا اعلیحضرت کے ہمراہ ۱۳۲۳ھ میں کیا اور دوسری بار حج وزیارت کا شرف ۱۳۲۴ھ میں حاصل ہوا۔

آپ بھی اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ ہی کی طرح ہمہ وقت مدینہ امینہ کی حاضری کے لیے بیتاب رہتے تھے۔ اپنی ایک نعت پاک کے مقطع میں سرکار اعظم کی حاضری کے لیے اپنی بیقراری کا اس طرح اظہار فرماتے ہیں۔

اب تو مدینے لے مُلا گنبد سبز دے دکھا
حامد و مصطفےٰ ترے ہند میں ہیں غلام دو

اس مقطع سے جہاں زیارتِ طیبہ کی بیتابی کا اظہار ہوتا ہے وہیں اپنے برادر اصغر مفتیٔ اعظم حضرت علامہ مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمہ سے محبت اور ساتھ میں ان کے لیے بھی حاضری کی تمنّا کا اظہار بھی ہوتا ہے۔

نازشِ اعلیٰحضرت حجۃ الاسلام ہیں

اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ، العزیز کو اپنے اس فرزند ارجمند سے بہت محبت تھی اور وہ ان پر بڑا ناز بھی کرتے تھے اور کیوں نہ ہو ایسا لائق و فائق، عالم و فاضل، ادیب و خطیب، دیندار و پارسا اور حسین و جمیل بیٹا قسمت والوں کو ہی ملا کرتا ہے۔ حجۃ الاسلام ہر لحاظ سے اپنے والد کے جانشین اور وارث تھے۔ ان کی ہر تحریک اور ان کے ہر کام میں معاون و مددگار۔ ان کے ہمدم و ہمراز، قدم قدم پر ان کے ساتھی اور پیروکار ان کے دست راست اور وکیل۔ تصدیقات حسام الحرمین اور الدولۃ المکیہ سے لے کر وہابیوں، دیوبندیوں اور ندویوں کے رد اور ان کی سرکوبی نیز بدایونیوں اور فرنگی محلیوں کے تعاقب تک ہر موڑ پر اپنے والد گرامی کا ساتھ دیا۔ وہ تمام دینی خدمات جو اعلیٰحضرت کے مواجہہ میں آپ نے حرمین طیبین میں سرانجام دیں ان کو اعلیٰحضرت نے بیحد سراہا ہے۔ حضور اعلیٰحضرت پوکھریرا (جو اب ضلع سیتامڑھی بہار میں ہے اور اُس وقت ضلع مظفر پور میں تھا) کے ایک جلسہ کے لیے حضرت

مولانا عبدالرحمٰن صاحب یحییٰ نے دعوت دی۔ مصروفیت کے سبب اعلیٰحضرت نے حضرت حجۃ الاسلام کو اپنی جگہ پر وہاں ایک گرامی نامہ کے ساتھ روانہ کر دیا۔ جس میں یہ تحریر فرمایا۔

"اگرچہ میں اپنی مصروفیت کی بنا پر حاضری سے معذور ہوں مگر حامد رضا کو بھیج رہا ہوں۔ یہ میرے قائم مقام ہیں ان کو حامد رضا نہیں احمد رضا ہی کہا جائے۔"

اور کیوں نہ ہوا نہیں کے لیے تو حضور اعلیٰحضرت نے فرمایا ہے "حامد منّی انا من حامد حمد سے ہمد کماتے یہ ہیں یعنی حامد مجھ سے اور میں حامد سے ہوں۔

اعلیٰحضرت کا اس طرح فرمانا ایک طرف تو اپنے فرزند اکبر سے ان کی از حد محبت اور ان پر بے انتہا ناز کا غماز ہے ہی، اس میں اعلیٰحضرت کی ایک کرامت بھی پوشیدہ ہے۔ اعلیٰحضرت کو معلوم تھا کہ ان کا خاندانی سلسلہ ان کے بڑے بیٹے حامد رضا خاں سے ہی چلے گا۔ اعلیٰحضرت کے فرزند اصغر مفتیٔ اعظم حضرت علامہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب کے ایک ہی اولاد نرینہ ہوئی تھی۔ جو بچپن میں ہی فوت ہو گئی تھی۔ آج اعلیٰحضرت کا خاندان حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ ہی کی اولادوں سے چل رہا ہے۔

حضور اعلیٰحضرت نے الاستمداد میں اپنے خلفاء کی فہرست حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے نام سے شروع کی اور بڑے پیارے الفاظ سے ان کو نوازا۔

حضرت فاضل بریلوی اور حجۃ الاسلام کے ناموں میں اتحاد حملی ہے اور اس بنا پر ایک مرتبہ اپنا تعویز حجۃ الاسلام کے گلے میں ڈال دیا۔

ایک وقف نامہ کی رجسٹری میں حجۃ الاسلام کو متولی قرار دیتے ہوئے یہ تحریر فرمایا۔

"مولوی حامد رضا خاں پسر کلاں جو لائق، ہوشیار اور دیانتدار
ہیں۔ متولی کرکے قابض و دخیل بحیثیت تولیت کاملہ کر دیا۔"

اعلیٰحضرت نے حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کو اپنا ولی عہد اور جانشین مقرر کیا اور اپنے نماز جنازہ پڑھانے کی انہیں کے لیے وصیت فرمائی۔ اعلیٰحضرت نے اپنے وصال سے ایک جمعہ قبل اپنے پاس مرید ہونے کے لیے آنیوالوں کو حجۃ الاسلام سے بیعت کی ہدایت ان الفاظ میں فرمائی۔

" ان کی بیعت میری بیعت ہے۔ ان کا ہاتھ میرا ہاتھ، ان
کا مرید میرا مرید۔ ان سے بیعت کرو۔"

علمی و تبلیغی کارنامے

جانشین اعلیٰحضرت حجۃ الاسلام حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ ایک بلند پایہ خطیب، مایہ ناز ادیب، اور یگانۂ روزگار عالم و فاضل تھے۔ دین متین کی خدمت و تبلیغ ناموس مصطفےٰ کی حفاظت، قوم کی فلاح و بہبود ان کی زندگی کے اصل مقاصد تھے اور یہی سچ ہے کہ وہ غلبۂ اسلام کی خاطر زندہ رہے اور سفر آخرت فرمایا تو پرچم اسلام بلند کر کے اس دنیا سے سُرخرو و کامران ہو کر گئے۔ اپنی صدی کے مجدد ان کے والد محترم سیدنا اعلیٰحضرت نے خود ان کی علمی و دینی خدمات کو سراہا ہے اور ان پر ناز کیا ہے۔ مسلۂ حقہ اہلسنت وجماعت کی ترویج واشاعت کی خاطر آپ نے برصغیر کے مختلف شہروں اور قصبوں کے دورے فرمائے ہیں۔ گستاخانِ رسول وہابیہ سے مناظرہ کیے ہیں۔ سیاستدانوں کے دامِ فریب سے مسلمانوں کو نکالا ہے۔ شدھی تحریک کی پسپائی کے لیے جی توڑ کر کوشش کی ہے اور ہر جہت سے باطل اور باطل پرستوں کا رد اور انسداد کیا ہے۔

مناظرہ لاہور

ملت اسلامیہ کے منتشر شیرازہ کو مجتمع کرنے کی خاطر

۱۵ ارشوال المکرم ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۴ء میں لاہور میں جماعت اہلسنت اور دیوبندی جماعت کے سربرآوردہ لوگوں کی ایک میٹنگ رکھی گئی جو بعد میں مناظرہ میں تبدیل ہوگیا۔ دونوں طرف کے ذمہ داروں کی یہ خواہش تھی کہ گفتگو کے ذریعہ مسئلہ طے ہوجائے اور حق واضح ہونے پر حق کو تسلیم کرتے ہوئے دونوں ایک ہوجائیں دیوبندی مکتبہ فکر کی طرف سے مولوی اشرف علی تھانوی کا انتخاب ہوا اور جماعت اہل سنّت کی طرف سے حضرت حجتہ الاسلام کا۔ آپ بریلی سے لاہور تشریف لے گئے۔ مگر اُدھر سے تھانوی جی نہیں پہنچے۔ اس موقع پر حجتہ الاسلام نے جو خطبہ دیا وہ بے مثال خطبہ تھا اور سننے والے بڑے بڑے عالم ان کی فصاحت و بلاغت اور علم وفضل جان کر دنگ رہ گئے۔

اسی موقع پر پنجابی مسلمانوں نے نعرہ لگایا کہ دیوبندی مناظر نہیں آیا تو چھوڑو۔ ان کے بھی چہرے دیکھ لو (حجتہ الاسلام کی طرف اشارہ کرکے) اور ان کے بھی چہرے دیکھ لو (دیوبندیوں کی جانب اشارہ کرکے) اور فیصلہ کرلو کہ حق کدھر ہے۔ اسی مناظرہ کے موقع پر حضرت حجتہ الاسلام کی ملاقات ڈاکٹر اقبال سے بھی ہوئی۔

حجتہ الاسلام اور ڈاکٹر اقبال کی ملاقات کا حال حضرت علامہ تقدس علیخاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ایک مکتوب میں تحریر کیا ہے۔ جس کا عکس دعوت فکر از علامہ منشا تابش قصوری صفحہ ۳۵ پر چھپا بھی ہے۔ ڈاکٹر اقبال کو جب حجتہ الاسلام نے دیوبندی مولوی کی گستاخانہ عبارتیں سنائیں تو وہ سنکر حیرت زدہ رہ گئے اور بیساختہ بولے کہ مولانا یہ ایسی عبارات گستاخانہ ہیں کہ ان لوگوں پر آسمان کیوں نہیں ٹوٹ پڑا، ان پر تو آسمان ٹوٹ پڑ جانا چاہیئے

اسی مناظرہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سید ایوب علی صاحب رضوی

علیہ الرحمہ نے اپنی ایک منقبت میں مندرجہ ذیل اشعار کہے ہیں :

ہندوستاں میں دھوم ہے کس بات کی معلوم ہے ٭ لاہور میں دولھا بنا حامد رضا حامد رضا
سمجھے تھے کیا اور کیا ہوا ارمان دل میں رہ گیا ٭ تیرے ہی سر سہرا رہا حامد رضا حامد رضا
الوب قصہ مختصر آیا نہ کوئی وقت پر ٭ تیرے مقابل مُن چلا حامد رضا حامد رضا

حجۃ الاسلام کی سیاسی بصیرت اور حمایت حق

حجۃ الاسلام سیاستدانوں کی چالوں کو خوب سمجھتے تھے اور اپنے زمانہ کے حال سے پوری طرح باخبر رہ کر مسلمانوں کو سیاست و ریاست کے چنگل سے بچانے کی ہر ممکن جد و جہد کرتے رہتے تھے ساتھ ہی ساتھ اس آندھی میں اڑنے والے مسلم علماء قائدین اور دانشوروں سے افہام و تفہیم اور حق نہ قبول کرنے پر ان سے ہر طرح کی نبرد آزمائی کیلئے بھی تیار رہتے تھے۔ چند واقعات ملاحظہ ہوں !

ابوالکلام آزاد کا گونگا پن اور تھرتھراہٹ

بریلی شریف میں خلافتیوں اور سیاسی آفتیوں نے ایک جلسہ رکھا جس میں چند علماء اہلسنت بھی مدعو تھے اور لوقت جلسہ وہ بھی سیاسی نیتاؤں اور مولویوں کے ساتھ براجمان تھے اسی موقع پر مناظرہ کی ٹھن گئی۔ مخالفین کو ابوالکلام آزاد کی طلیق اللسانی اور زبان آوری پر بڑا ناز تھا۔ اہلسنت وجماعت کی طرف سے حضرت علامہ سید سلیمان اشرف صاحب بہاری علیہ الرحمہ جو اسوقت علی گڈھ یونی ورسٹی کے شعبۂ دینیات کے صدر تھے مناظر منتخب ہوئے اور حجۃ الاسلام اپنی طرف کے صدر

علامہ سلیمان اشرف صاحب نے سوالات کی بوچھار شروع کر دی اور حجۃ الاسلام صاحب بیچ بیچ میں اُنہیں کچھ ہدایات دیتے رہے۔ ابوالکلام آزاد اور ان کے رفقاء گھبرا اٹھے اور جس وقت علامہ سلیمان اشرف صاحب نے تقریر شروع کی تو ابوالکلام گونگے بن گئے۔ ہر شخص اپنا اور بیگانہ متعجب تھا کہ ابوالکلام آزاد کو یہ سانپ کیوں سونگھ گیا۔ ابوالکلام اس موقع پر بید کی طرح کانپ رہے تھے۔

ابوالکلام آزاد نے ایک بار عربی زبان میں مناظرہ کا چیلنج دیا تو حجۃ الاسلام نے منظور کرتے ہوئے یہ شرط رکھی تھی کہ مناظرہ بے نقط عربی میں ہوگا۔ یہ سنکر یہ بولا گونگا ہوکر نکل لیا۔

حضرت عبدالباری فرنگی محلی کی تجدید ایمان کا واقعہ

جن مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی پر ان کے کچھ سیاسی حرکات اور تحریرات کی بناء پر سیدنا اعلیحضرت نے ان پر فتویٰ صادر فرما دیا۔ انہیں مولانا عبدالباری صاحب نے نجدیوں کے ذریعہ حرمین شریفین کے قبہ جات گرانے اور بیحرمتی کرنے کے سلسلہ میں لکھنؤ میں ایک کانفرنس بلائی تھی۔ حضرت حجۃ الاسلام صاحب جماعت رضائے مصطفیٰ کی طرف سے چند مشہور علماء کے ہمراہ لکھنؤ تشریف لے گئے۔ وہاں عبدالباری صاحب اور ان کے متعلقین و مریدین نے زبردست استقبال کیا اور جب عبدالباری صاحب نے حجۃ الاسلام صاحب سے مصافحہ کرنا چاہا تو آپ نے ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا۔ جب تک میرے والد گرامی کا فتویٰ ہے، جب تک آپ توبہ نہیں کریں گے۔ آپ سے نہیں مل سکتا۔

حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی علیہ الرحمہ کا لقب صوت الایمان تھا۔ انھوں نے حق کو حق سمجھ کر کھلے دل سے توبہ کرلی اور یہ فرمایا۔ لاج رہے یا نہ رہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے توبہ کررہا ہوں۔ مجھ کو اس کے دربار میں جانا ہے مولوی احمد رضا خاں نے جو کچھ لکھا ہے صحیح لکھا ہے۔"

لکھنؤ ہی میں مسلمانوں کے نکاح و طلاق

اسلامی قانون کی حمایت میں جرح اور بیباکی

کے معاملے میں قانون بنائے جانے پر ایک کانفرنس کے موقع پر حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ اور صدر الافاضل علیہ الرحمہ اور مولانا نقدس علی خاں علیہ الرحمہ بریلی شریف سے شرکت کے لیے گئے تھے۔ اس کانفرنس میں شیعہ اور ندوی مولویوں کے علاوہ شاہ سلیمان چیف جسٹس ہائی کورٹ اور حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی علیہ الرحمہ کے داماد و بھتیجے عبدالوالی بھی تھے۔ حجۃ الاسلام صاحب نے جرح میں سب کو اکھاڑ دیا اور فیصلہ انہیں کے حق میں ہوا۔

حمایت اسلام اور شریعت مصطفٰے و ناموس رسالت کے معاملہ میں حجۃ الاسلام نے ہمیشہ حق گوئی سے کام لیا اور کسی بھی مصلحت کو ٹھکنے نہ دیا۔

مصلحانہ شان ۱۹۳۵ء میں مسلمانوں کے مذہبی، قومی، سیاسی سماجی و معاشی استحکام کے سلسلہ میں ایک لائحہ عمل تیار کرنے کی غرض سے مراد آباد میں چار روزہ کانفرنس منعقد کی گئی تھی جس کے اجلاس کی صدارت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ نے فرمائی تھی اور اس موقع پر جو فصیح و بلیغ، پرمغز و پرتدبیر خطبہ دیا تھا وہ ان کی سیاسی بصیرت، علمی وجاہت، قیادت و سیادت اور ملی و قومی ہمدردی اور دینی حمایت کی ایک شاندار مثال ہے اور جس سے ان کے عالمانہ، مصلحانہ و مفکرانہ شان وعظمت کا بھرپور اظہار ہوتا ہے۔ یہ خطبہ سب سے پہلے ۱۹۳۵ء میں شہزادۂ حجۃ الاسلام مفسر اعظم حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں علیہ الرحمہ نے خطبہ صدارت جمعیت عالیہ کے نام سے شائع کیا تھا۔ اس خطبہ کی فوٹو کاپی حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب لاہوری نے فقیر کی درخواست پر روانہ فرمائی اور فقیر نے بحکم مخدوم مکرم موجودہ مفتی اعظم حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری صاحب قبلہ ادارہ سنی دنیا سے اسی سال ۱۹۸۸ء میں شائع کیا

خطبہ ھذا عوام وخواص، علماء وطلبہ ہر ایک کے لیے لائق مطالعہ ہے۔ اس خطبہ سے حجۃ الاسلام کی ادبی شان بھی جھلکتی ہے۔

زبان وادب پر مہارت

حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کی زبان دانی۔ ان کی فصاحت وبلاغت نثر نگاری وشاعری خصوصاً عربی زبان وادب پر عبور اور مہارت کی تعریف علمائے عرب نے بھی کی ہے حجۃ الاسلام کے دوسرے حج وزیارت (۱۳۴۲ھ) کے موقع پر عرب کے معروف عربی داں حضرت شیخ سید حسن دباغ اور سید محمد مالکی ترکی نے آپ کی عربی دانی اور قابلیت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اس طرح اعتراف کیا ہے

"ہم نے ہندوستان کے اکناف واطراف میں حجۃ الاسلام جیسا فصیح وبلیغ دوسرا نہیں دیکھا جسے عربی زبان میں اتنا عبور حاصل ہو۔"

حضور اعلیحضرت ہی کی حیات میں حضرت مولانا ضیاء الدین پیلی بھیتی علیہ الرحمہ نے ایک بار اپنے ایک رسالہ پر جسے انھوں نے علم غیب کے مسئلہ پر لکھا تھا۔ حجۃ الاسلام سے تقریظ لکھنے کی فرمائش کی۔ حضرت نے قلم برداشتہ ان کے سامنے عربی زبان میں ایک وسیع تقریظ تحریر فرمادی۔

اعلیحضرت کی عربی زبان کی کتب الدولۃ المکیہ اور کفل الفقیہ الفاہم کی طباعت کے وقت اعلیحضرت کے حکم پر اسی وقت عربی زبان میں تمہیدات تحریر کردیں جنھیں دیکھ کر اعلیحضرت بہت خوش ہوئے۔ خوب سراہا اور دعائیں دیں۔

حجۃ الاسلام کی عربی دانی کا ایک اہم واقعہ

حجۃ الاسلام کو ایک بار دار العلوم معینیہ اجمیر شریف میں طلبہ کا امتحان لینے اور دار العلوم کے معائنہ کے لیے دعوت دی گئی۔ طلبہ کے امتحان وغیرہ سے فارغ

ہوکر جب آپ چلنے لگے تو مولانا معین الدین صاحب نے دارالعلوم معائنہ کے سلسلہ میں کچھ لکھنے کی فرمائش کی۔ آپ نے فرمایا فقیر تین زبانیں جانتا ہے۔ عربی، فارسی اور اردو۔ آپ جس زبان میں کہیں لکھ دوں۔ مولانا معین الدین صاحب اس وقت تک اعلیٰحضرت یا حجۃ الاسلام صاحب سے اتنے متاثر نہ تھے جتنا ہونا چاہیے تھا۔ اُنھوں نے کہہ دیا عربی میں تحریر کر دیجیے۔

حضور حجۃ الاسلام نے قلم برداشتہ کئی صفحہ کا نہایت ہی فصیح و بلیغ عربی میں معائنہ تحریر فرما دیا۔ حجۃ الاسلام کے اس طرح قلم برداشتہ لکھنے پر معین الدین صاحب حیرت زدہ بھی ہو رہے تھے اور سوچ بھی رہے تھے کہ جانے کیا لکھ رہے ہیں کیوں کہ ان کو بھی اپنی عربی دانی پر بڑا ناز تھا۔

جب معائنہ لکھ کر حجۃ الاسلام چلے آئے تو بعد میں اس کے ترجمہ کے لیے مولانا مرحوم بیٹھے تو انہیں حجۃ الاسلام کی عربی سمجھنے میں بڑی دقت پیش آئی بمشکل تمام لغت دیکھ دیکھ کر ترجمہ کیا وہ بھی پورا پورا ترجمہ نہ کر سکے اور بعض الفاظ انہیں لغت میں بھی نہ ملے۔ بعد میں انہیں عرب علماء کی زبان اور ان کی کتب سے حاصل ہوئے اور تب جا کر اُنھیں ان الفاظ اور محاوروں کا علم ہوا۔ اسی لیے عرب کے بڑے بڑے علماء حجۃ الاسلام کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ ان کی عربی زبان انکی گفتگو اور تحریر سب کچھ اہلِ عرب جیسی بلکہ ان سے بہتر ہے۔

حجۃ الاسلام نے نعتیں اور منقبتیں بھی کہی ہیں۔ لیکن ان کا دیوان ان کی زندگی میں چھپ نہ سکا تھا اور افسوس کہ آج وہ محفوظ نہیں ہے۔ صرف ایک حمد اور تین نعتیں موجود ہیں۔ انہیں حجۃ الاسلام کے کلام کے نمونہ کے طور پر

اس کتاب کے آخری صفحات میں شامل کردیا گیا ہے تاکہ شعر و ادب کے شائقین اور نعت خواں حضرات حجۃ الاسلام کے کلام کو ملاحظہ کریں، ان سے محفوظ ہوں۔ ایمان و عقیدہ تازہ کریں اور ان کی شاعرانہ عظمت کا اندازہ کریں۔

تصانیف و تراجم

حجۃ الاسلام کے فتاویٰ کا مجموعہ بھی اب تک منظر عام پر نہیں آسکا ہے۔ ان کی تصانیف میں الصارم الربانی علیٰ اسراف القادیانی سد الفرار الاجازات المتنیہ حاشیہ مُلّا جلال بسلامۃ اللہ لاہل السنۃ من سبیل العناد والفتنہ مشہور ہیں۔ الدولۃ المکیہ کا ترجمہ بھی ان کا علمی و ادبی شاہکار ہیں۔

(نوٹ) اعلیٰحضرت نوراللہ مرقدہٗ کی مشہور زمانہ کتاب "حسام الحرمین" میں منحر الکفر والمین جسے انھوں نے اپنے دوسرے حج و زیارت کے موقع پر ۱۳۲۴ھ میں عربی زبان میں تالیف فرمایا تھا اور جس پر علماء حرمین شریفین کی تقریظات و تصدیقات ہیں۔ اس کے ترجمہ کے بارے میں حجۃ الاسلام کے اکثر تذکرہ نگاروں نے یہی لکھا ہے کہ اس کتاب کا ترجمہ حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ نے کیا ہے لیکن یہ غلط ہے اس کا ترجمہ حضور اعلیٰحضرت کے برادر زادہ یعنی ان کے منجھلے بھائی اُستاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں علیہ الرحمہ کے صاحبزادے علامہ حسنین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے کیا ہے۔ ترجمہ کا نام حضرت علامہ حسنین رضا خاں صاحب نے مبین احکام و تصدیقات اعلام رکھا۔ یہ تاریخی نام ہے اور ۱۳۲۵ھ میں اس کا ترجمہ ہوا ہے۔ شروع سے اب تک حسام الحرمین کے جتنے بھی ایڈیشن چھپ چکے ہیں سب پر مترجم کی حیثیت سے علامہ حسنین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کا ہی نام ہے۔ یہ بھی اعلیٰحضرت

سے خلیفہ ہیں۔ اعلیٰحضرت نے الاستمداد میں انکے لیے اس طرح تحریر فرمایا ہے۔

دے حسنین وہ تقنیع ان کو
جس سے ٹرے کھیاتے یہ ہیں

علامہ حسنین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے حضور اعلیٰحضرت کا وصیت نامہ بھی "وصایا شریف" کے نام سے مرتب کیا ہے۔ وصیت میں اعلیٰحضرت نے اپنے دونوں صاحبزادگان کے ساتھ انہیں بھی شامل کیا ہے۔ اعلیٰحضرت کے بیشتر کتب و رسائل انہیں کے اہتمام میں شائع ہوئے ہیں۔ ان سے اعلیٰحضرت کی چوتھی صاحبزادی بھی منسوب تھیں ان سے ایک صاحبزادی بھی ہیں جو اس وقت ضعیفہ ہیں۔

فن تاریخ گوئی میں کمال

والد ماجد اعلیٰحضرت کی طرح حجۃ الاسلام صاحب کو بھی تاریخ گوئی کے فن میں کمال حاصل تھا۔ حضرت مولانا عبدالکریم درس رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر (متوفی ۱۳۴۴ھ) حجۃ الاسلام نے درج ذیل تاریخیں کہیں۔

تواریخ وصال (۱۳۴۴ھ)

حضرۃ مولینا و بکل مجد اولینا (۱۳۴۴ھ)

مولینا القرشی الصدیقی الکرانحوی (۱۳۴۴ھ)

رحمۃ اللہ المولیٰ تعالیٰ برحمۃ واسعہ (۱۳۴۴ھ)

الشہداء عند ربہم لہم اجرہم و نورہم (۱۳۴۴ھ)

ادخلوا خالدین بہا (۱۳۴۴ھ)

نمقہ العبد المجانی حامد رضا (۱۳۴۴ھ)

النوری الرضوی (۱۳۴۴ھ)

درس عبد الکریم عبد کریم
کردجان خودش بحق تسلیم

موت العالم تمیتۃ العالم
ثلمۂ دین احمد بے میم

روح الراو حہ وسقاہ
زاب کوثر وجعفر ولتسلیم

درس ووعظ وحمایت سنت
رد بدعات وطرفہ اہل جحیم

امر معروف ونہی عن المنکر
کارا وبود در حیات کریم

درس دین نبی بگو حامد
ختم شد در کراچی والتسلیم

۱۳۴۴ھ

نوری مسجد جنکشن بریلی شریف جب بن کر تیار ہوئی تو آپ نے برجستہ عربی میں تاریخی قطعہ فرمایا۔

انما یعمر المساجد من
امن باللہ والاخری

من بناہ بنی لہ اللہ
بیت در بجنۃ الماوی

شکر اللہ سعی قیمۃ
عمر حامد رضا شفیق ورضا

نج لعمری بناہ ما اشمع
ارخ أسۃ قایہ بخل رضا

قلت سبحٰن ربی الاعلیٰ
مسجدٌ اسس علی تقوی

۴۷۴ ۸۵۴

والد ماجد اعلیحضرت کا وصال شریف پر مندرجہ ذیل تاریخیں فرمائیں۔

تواریخ الوفاۃ (۱۳۴۰ھ)

نور اللہ ضریحہ (۱۳۴۰ھ)

شیخ الاسلام والمسلمین (۱۳۴۰ھ)

امام ھداۃ السنۃ الحاج احمد رضا (۱۳۴۰ھ)

الرضا والبریلوی القادری البرکاتی (۱۳۴۰ھ)
رضی اللہ الرحمٰن عنہ (۱۳۴۰ھ)
راح شیخ الکل فی کل (۱۳۴۰ھ)
مولوی معنوی قرآن زبانت ماوری (۱۳۴۰ھ)
ھم اولیائی تحت قباتی لا یعرفھم (۱۳۴۰ھ)

مریدین خلفاء اور تلامذہ

حجۃ الاسلام کے مریدین کی تعداد یوں تو لاکھوں میں تھی۔ لیکن اب بھی ہزاروں کی تعداد میں ان کے مریدین موجود ہیں۔ چتوڑ گڈھ، جے پور، اودے پور، جودھپور، سلطان پور، بریلی واطراف، کانپور، فتح پور، بنارس اور صوبہ بہار وغیرہ میں ان کے مریدین زیادہ ہیں۔ کراچی میں بھی حامدیوں کی خاصی تعداد پائی جاتی ہے۔

ان کے خلفاء اور تلامذہ میں محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ سرفہرست ہیں۔!

ان کے علاوہ حضرت مفتی تقدس علیخاں، حضرت مولانا عنایت محمد خاں غوری، حضرت مولانا عبدالغفور ہزاروی، حضرت مولانا محمد سعید شبلی فرید کوٹی۔ حضرت مولانا احسان علی صاحب سابق شیخ الحدیث دارالعلوم منظر اسلام فیض پوری بہاری، حضرت مولانا ولی الرحمٰن پوکھریروی، حضرت مولانا حافظ محمد میاں صاحب اشرفی رضوی، حضرت مولانا ابوالخلیلی انیس عالم صاحب حضرت مولانا قاضی فضل کریم صاحب بہاری، حضرت مولانا رضی احمد صاحب وغیرہ۔

پاکستان کے مشہور شاعر حسان العصر جناب اختر الحامدی مرحوم بھی حجۃ الاسلام کے مُرید تھے۔

حضور حجۃ الاسلام اپنے شاگردوں اور خلفا میں سب سے زیادہ محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد صاحب گرداسپوری سے محبت کرتے تھے۔

مولانا سردار احمد صاحب جو میٹرک کر چکے تھے اور پٹواری کی ملازمت بھی مل گئی تھی۔ اُنھوں نے جب مناظرہ لاہور میں حضرت حجۃ الاسلام کے چہرۂ زیبا کو دیکھا تو ان پر فریفتہ ہو گئے اور ہر روز ان کے نورانی چہرہ کی زیارت کے لیے جلسہ گاہ میں جاتے اور یک لخت حضرت حجۃ الاسلام ہی کو دیکھتے رہتے۔

حضرت حجۃ الاسلام کے استفسار پر اُنھوں نے ان کے ساتھ بریلی چلنے کی تمنا کا اظہار کیا اور اس طرح وہ سب کچھ چھوڑ کر حضرت کے ہمراہ بریلی شریف چلے آئے۔

برسوں حجۃ الاسلام کی صحبت و خدمت میں رہے۔ ان سے ہی شرف تلمذ بھی حاصل رہا اور بعد فراغت پہلے دار العلوم منظر اسلام میں تدریسی فرائض انجام دیئے بعدہٗ دار العلوم مظہر اسلام میں پڑھانے لگے۔ کہتے ہیں کہ مولانا سردار احمد صاحب کو بریلی روکنے کی غرض سے سرکار مفتی اعظم نے دار العلوم مظہر اسلام قائم کیا تھا۔

تقسیم ملک کے بعد پاکستان چلے گئے۔ لائلپور میں آپ نے مظہر اسلام کے نام سے مدرسہ قائم کیا۔ آپ کا مزار مبارک لائلپور ہی میں ہے۔

حسنِ سیرت

جس طرح حجۃ الاسلام کا چہرہ خوبصورت تھا اسی طرح ان کا دل بھی حسین تھا۔ وہ ہر اعتبار سے حسین تھے۔ صورت و سیرت، اخلاق و کردار، گفتار و رفتار، علم و فضل، تقویٰ و زہد سب حسین و خوبصورت۔

حجۃ الاسلام بلند پایہ کردار اور پاکیزہ اخلاق کے مالک تھے۔ متواضع اور خلیق، مہربان اور رحیم و کریم۔ اپنے تو اپنے بیگانے بھی ان کے حسن و سیرت اور اخلاق کی بلندی کے معترف تھے۔ البتہ وہ دشمنانِ دین و سنیت اور گستاخانِ خدا اور رسول کے لیے برہنہ شمشیر تھے اور غلامانِ مصطفےٰ کے لیے شاخِ گُل کی مانند لچکدار اور نرم۔

شب برأت آتی تو سب سے معافی مانگتے حتیٰ کہ چھوٹے بچوں اور خادماؤں اور خادموں اور مریدوں سے بھی فرماتے کہ اگر میری طرف سے کوئی بات ہوگئی ہو تو معاف کر دو اور کسی کا حق رہ گیا ہو تو بتا دو۔

حضور حجۃ الاسلام الحب للّٰہ والبغض للّٰہ اور اشداء الکفار رحماء بینہم کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ اپنے پوتے حضرت مولانا ریحان میاں صاحب قدس سرہٗ کے عقیقہ کے موقع پر انھوں نے اپنے چچا حضرت مولانا محمد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کو منانے کی خاطر جس عاجزی و انکساری حتیٰ کہ برادرِ اصغر مفتیِ اعظم نور اللّٰہ کو بھی منانے کے لیے جس محبت و انکساری سے کام لیا۔ وہ شاید آج کے معمولی انسانوں سے بھی نہیں ہوسکے گا۔ اُنہیں اپنے بھائی سے ازحد محبت تھی اور جب بھی ملتے ان کو گلے سے لگا لیتے۔

حضور حجۃ الاسلام اپنے شاگردوں اور مریدوں سے بھی بڑے لطف وکرم اور محبت سے پیش آتے تھے اور ہر مرید وشاگرد یہی سمجھتا تھا کہ یہ اسی سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔

ایک بار کا واقعہ ہے کہ آپ لمبے سفر سے بریلی واپس ہوئے۔ ابھی گھر پر اترے بھی نہ تھے اور تانگہ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ بہاری پور بریلی کے ایک شخص نے جس کا بڑا بھائی آپ کا مرید تھا اور اس وقت بستر علالت پر پڑا ہوا تھا، نے آپ سے عرض کیا کہ حضور روز ہی آکر دیکھ جاتا ہوں۔ لیکن چونکہ حضور سفر پر تھے اس لیے دولت کدہ پر معلوم کرکے نا امید لوٹ جاتا تھا۔ میرے بھائی سرکار کے مرید ہیں اور سخت بیمار ہیں، چل پھر نہیں سکتے۔ ان کی بڑی تمنّا ہے کہ کسی صورت اپنے مرشد کا دیدار کریں۔ اتنا کہنا تھا کہ آپ نے گھر کے سامنے تانگہ رکواکر اس پر بیٹھے ہی بیٹھے اپنے چھوٹے صاحبزادے نعمانی میاں صاحب کو آواز دی اور کہا سامان اتروالو میں بیمار کی عیادت کرکے ابھی آتا ہوں اور آپ فوراً اپنے مرید کی عیادت کے لیے چلے گئے۔

اللہ اکبر! کلکتہ سے بریلی تک کا لمبا سفر۔ کئی روز بعد گھر لوٹے تھے۔ سفر کی تکان۔ مگر اپنے آرام کا خیال نہ کیا اور ایک غریب مرید کو دیکھنے اسی عالم میں اس کے گھر چلے گئے۔

بنارس کے ایک مرید آپ کے بہت منہ چڑھے تھے اور آپ سے بے پناہ عقیدت بھی رکھتے تھے اور محبت بھی کرتے تھے۔ ایک بار انھوں نے دعوت کی۔ مریدوں میں گھرے رہنے کے سبب آپ ان کے یہاں وقت سے کھانے میں نہ پہنچ سکے۔ ان صاحب نے کافی انتظار کیا اور جب آپ نہ پہنچے تو گھر میں تالا لگاکر بیوی کو لے کر کہیں چلے گئے۔ آپ جب ان کے مکان پر پہونچے تو دیکھا کہ

نالاںبند ہے ۔ مسکراتے ہوئے لوٹ آئے ۔ بعد میں ملاقات ہونے پر انھوں نے ناراضگی بھی ظاہر کی اور روٹھنے کی وجہ بھی بتائی ۔ حجتہ الاسلام نے بجائے ان پر ناراض ہونے یا اسے اپنی ہتک سمجھنے کے انھیں الٹا منایا اور دلجوئی کی ۔ یہ رحیمی وکریمی یہی بزرگی اور ولایت کی شان ہے ۔

آپ خلفائے اعلیٰحضرت اور اپنے ہم عصر علماء سے نہ صرف محبت کرتے تھے بلکہ ان کا احترام بھی کرتے تھے ۔ جبکہ بیشتر آپ سے عمر اور تقریباً سبھی علم وفضل میں آپ سے چھوٹے اور کم پایہ کے تھے ۔

سادات کرام خصوصاً مارہرہ مطہرہ کے مخدوم زادگان کے سامنے تو بچھ جاتے تھے اور آقاؤں کی طرح ان کا احترام دیتے تھے ۔

حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ سے آپ کو بڑی انسیت تھی اور دونوں میں اچھے اور گہرے مراسم بھی تھے ۔ ان کو آپ ہی نے شبیہ غوث اعظم کہا ۔ آپ ہر جلسہ اور خصوصاً بریلی کی تقریبات میں ان کا بہت شاندار تعارف کراتے تھے ۔ محدث اعظم علیہ الرحمہ سے بھی اچھے مراسم تھے ۔

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی اور صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی صاحب کو بہت مانتے اور چاہتے تھے ۔

شیر بیشۂ سنت حضرت مولانا حشمت علی خاں صاحب سے بڑے لطف وعنایت کے ساتھ پیش آتے تھے ۔ آپ کی شادی میں حضور حجتہ الاسلام نے شرکت کی ۔

حافظ ملت حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب بانی الجامعۃ الاشرفیہ پر بھی خصوصی توجہ فرماتے تھے ۔ ان کی دعوت پر اپنے فرزند اصغر حضرت نعمانی کے ہمراہ سنہ ۱۹۳۴ء میں آپ مبارکپور تشریف لے گئے ۔

آپ کو اپنے داماد و شاگرد اور خلیفہ حضرت مولانا تقدس علی خاں سے بھی بڑی محبت تھی ۔ مولانا تقدس علی خاں سفر میں آپ کے ہمراہ رہا کرتے تھے ۔

حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ آپ زہرہ صورت اور مشتری سیرت انسان تھے ۔

زھد و تقویٰ

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نہایت ہی متقی اور پرہیزگار تھے ۔ علمی و تبلیغی کاموں سے فرصت پاتے تو ذکر الٰہی اور درود شریف کے ورد میں مصروف ہو جاتے ۔ آپ کے جسم اقدس پر ایک پھوڑا تھا جس کا آپریشن ناگزیر تھا ۔ ڈاکٹر نے بیہوشی کا انجکشن لگانا چاہا تو منع فرما دیا اور صاف کہہ دیا کہ میں نشے والا ٹیکہ نہیں لگواؤں گا ۔ عالم ہوش میں دو تین گھنٹے تک آپریشن ہوتا رہا ۔ درود شریف کا ورد کرتے رہے اور کسی بھی درد و کرب کا اظہار نہ ہونے دیا ۔ ڈاکٹر آپ کی ہمت اور استقامت اور تقویٰ پر ششدر رہ گئے ۔

آپ بکثرت درود شریف پڑھتے تھے ۔ سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آپ کو سچا عشق تھا ۔ سرکار ہی کے دین کی خدمت میں عمر کا ایک ایک لمحہ صرف کر دیا ۔ ان کی عظمت و محبت کو سرمایۂ حیات سمجھتے تھے ۔ ان کے ناموس و عظمت کی حفاظت کی خاطر جیئے اور انہیں کا نام لے کر جان قربان کر دی ۔

زیارت روضۂ انور کی ہر دم تڑپ رہا کرتی تھی ۔ وہ بارگاہِ سرورِ دیں

حاضری کے موقع پر ان کی کیفیت کیا ہوتی تھی اس کو اس طرح بیان کرتے تھے۔

حضور روضہ ہوا جو حاضر تو اپنی سج دھج یہ ہوگی حامد
خمیدہ سر آنکھ بند لب پر مرے درود و سلام ہوگا

اولاد امجاد

حضور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں صاحب بریلوی علیہ الرحمہ کے دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھیں۔ صاحبزادگان کے نام یہ ہیں۔

۱۔ مفسر اعظم حضرت ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں رحمۃ اللہ علیہ
۲۔ مولانا حماد رضا خاں نعمانی میاں رحمۃ اللہ علیہ

یہ دونوں صاحبزادگان وصال فرما چکے ہیں۔ صاحبزادیوں میں سے ایک صاحبزادی بقید حیات ہیں۔

حجۃ الاسلام کے بڑے صاحبزادے کی اولادیں بریلی شریف میں ہیں۔ مفسر اعظم حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کی تیسری اولاد اور پہلے فرزند مفکر اسلام حضرت علامہ ریحان رضا خاں رحمانی میاں علیہ الرحمہ وصال فرما چکے ہیں۔ تبلیغی، تعلیمی و سیاسی اور سماجی میدان میں ان کی خدمات نمایاں ہیں۔

حضور مفسر اعظم قدس سرہ، کی چھٹی اولاد۔ حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری قبلہ اس وقت دنیائے سنیت میں اپنے علم و فضل۔ زہد و تقویٰ اور دینی تبلیغ و خدمت میں ایک نمایاں شان کے حامل ہیں۔ ۴۴۔ ۴۵ سال کی

میں ان کے مریدین کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی ہے۔ جو ہندو پاک، نیپال، بنگلہ دیش سے لے کر ہالینڈ و انگلینڈ اور افریقہ تک پھیلے ہوئے ہیں۔ حضرت علامہ ازہری صاحب سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے جانشین اور موجودہ مفتی اعظم ہیں۔

مشہور ماہر رضویات اور محقق و دانش ور محترم پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب پرنسپل سائنس کالج ٹھٹھہ سندھ (پاکستان) نے اپنی تصنیف "اجالا" میں ان کے علم و فضل کا خصوصیت سے تذکرہ کیا ہے۔

وصال

وصال شریف سے ایک سال قبل اپنی رحلت کے حالات و کوائف بیان فرمانے لگے تھے۔ وصال کی کیفیت بیان کرتے اور فرمایا کرتے تھے زبان سرکار کے درود و سلام کے ذکر میں مشغول ہوگی۔ روح قرب وصال کے چھلکتے ہوئے کیف و سرور کے جام سے محظوظ ہوگی۔

۱۷ جمادی الاولی ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۹۴۳ء عشاء کی نماز کے دوران عالم تشہد میں وصال ہوا۔ نماز جنازہ محدث اعظم مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ نے پڑھائی۔

یادگاریں

خانقاہ اعلیحضرت آپ کی یادگاروں میں مخصوص یادگار ہے۔ آپ نے اس کی تعمیر کرائی۔ آپ کی تصانیف۔ تبرکات بھی آپ کی یادگار ہیں بیشتر تبرکات مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ کے مدرسہ مظہر اسلام لائلپور پاکستان

ہیں محفوظ ہیں۔

کرامات

آپ کے علمی و تبلیغی کارنامے، دین پر آپ کی استقامت، حق گوئی و بیباکی یہی کیا کسی کرامت سے کم ہیں۔ آپ تو رسول کریم کے سچے نائب تھے۔ شریعت میں نائب امام اعظم اور طریقت میں نائب غوث اعظم اور اپنے وقت کے امام اور غوث تھے۔

بیشتر کرامتیں آپ سے صادر ہوئی ہیں۔ آپ کے چہرۂ اقدس کو دیکھ کر کتنوں کو ایمان نصیب ہوا ہے اور کتنے مرتب تائب ہوئے ہیں لیکن عوام عموماً جس بات کو کرامت کہتے اور سمجھتے ہیں یعنی خوارق عادات اور کہکر کوئی ناممکن یا محال کام کو پورا کر کے دکھا دینا وغیرہ، اس طور سے بھی آپ کی بہت سی کرامتیں ہیں۔

○

بنارس بہت جایا کرتے تھے۔ ایک ہندو جس کی شادی کو برسوں ہو گئے تھے اور وہ لاولد تھا۔ وہ جب اپنے بنڈتوں اور گروؤں سے مایوس ہو گیا تو آپ کا شہرہ سنکر حاضر خدمت ہوا اور آپ سے اولاد کے لیے درخواست کی۔ آپ نے اسے دعوت اسلام دی تو اس نے شرط رکھی کہ اگر لڑکا ہو گیا تو مسلمان ہو جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا ایک نہیں دو اور نام بھی تجویز فرما دیا۔ ایک سال کے بعد اس غیر مسلم کے یہاں لڑکا ہوا اور اس کے چند سال بعد دوسرا لڑکا ہوا۔

وہ اولاد کی پیدائش کے بعد آپ کے ہاتھوں پر مشرف بہ اسلام ہوگیا۔ اور آپ سے مرید بھی ہوگیا۔ بنارس کی دعوت کا واقعہ آپ کی دعاء سے پیدا ہونے والے اسی شخص کے بڑے لڑکے کا ہے۔

○

اپنی والدہ ماجدہ کے وصال کے موقع پر حضور حجۃ اسلام نے قبر کو ڈھکنے کے لیے پتھر لانے کو کہا۔ مگر ایک پتھر کے بجائے دو پتھر لانے کو کہا۔ (ایک قبر کو ایک ہی بڑے پتھر سے ڈھک دیتے ہیں پھر مٹی دیتے ہیں۔ پتھر کی جگہ پر لکڑی بھی استعمال کرتے ہیں)

فدا یار خاں صاحب یہ سُن کر پریشان ہوگئے اور وہ سمجھ گئے کہ دوسرا پتھر حضرت اپنی قبر شریف کے لیے فرمارہے ہیں اور یہ جان کر کہ لگتا ہے جلد ہی حضرت حجۃ الاسلام صاحب بھی پردہ فرمانے والے ہیں۔ وہ غمگین ہوگئے۔ اور عرض کیا حضور دو کی کیا ضرورت ہے ایک کیوں نہ لائیں۔ اس پر حجۃ الاسلام نے فرمایا۔ پتھر بڑی مشکل سے ملتا ہے۔ بعد میں دوسرا پتھر لانے کے لیے تمہیں ہی پریشانی ہوگی۔

اس اشارہ سے فدا یار خاں صاحب اور دوسرے لوگوں کو اور بھی یقین ہوگیا کہ حضرت کو خبر ہے کہ جلد ہی یہ بھی پردہ فرمانے والے ہیں۔ اسی لیے دوسرا پتھر لانے کے لیے فرمارہے ہیں۔

بہرحال فدا یار خاں حضرت سے معذرت کر کے ایک ہی پتھر لائے والدہ ماجدہ کے پردہ فرمانے کے کچھ ہی ایام بعد حضور حجۃ الاسلام کا بھی وصال ہوگیا اور ان کی تدفین کے سلسلہ میں قبر شریف کے لیے پتھر تلاش کرنے میں بڑی

دشواری پیش آئی۔

حضرت کو اپنے وصال کی خبر تھی اور یہ بھی علم تھا کہ پتھر دستیاب کرنے میں احباب کو دشواری ہوگی۔ اسی لیے والدہ کریمہ کے وصال کے موقع پر اپنے لیے بھی پتھر لانے کو کہا تھا۔

حضرت حجۃ الاسلام اللہ کے ولی تھے اور انہیں اپنے مولا سے وصال کی خبر ہو چلی تھی۔

○

ایک واقعہ جو کراچی میں حضور حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے بڑے صاجزادے مفسر اعظم علیہ الرحمہ حضرت ابراہیم رضا خاں صاحب قدس سرہ' کے بڑے داماد الحاج شوکت حسن خاں صاحب نے روایت کی۔ وہ بھی حجۃ الاسلام صاحب کے کشف اور ان کی کرامت کی زبردست مثال ہے

ایک بار حضور حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ نے بغیر کسی پروگرام کے اچانک بنارس جانے کی تیاری کر دی اور خادم کو حکم دیا کہ جلد تیار ہو جاؤ بنارس چلنا ہے۔ گھر والے بھی حیرت زدہ کہ اچانک ایسی کیا بات ہوگئی کہ بنارس جانا پڑ رہا ہے لوگوں نے عرض کی حضور موسم بھی ناسازگار ہے اور ہر طرف سیلاب ہے خصوصًا بنارس داطرات سیلاب کا زیادہ زور ہے۔ ایسی حالت میں سفر مناسب نہیں ہے۔ مگر حجۃ الاسلام نے کسی کی بات مانی نہیں اور بنارس کے لیے گھر سے نکل پڑے۔ اور ٹرین کے بعد کشتیوں اور پالکیوں سے بنارس کے ایک غیر معروف مقام پر پہنچ گئے۔ حضرت کے وہاں پہونچتے ہی ایک بزرگ نے بڑی بیتابی سے اٹھ کر ان کا

استقبال کیا۔ جیسے وہ اُنہیں کے منتظر تھے۔

حجتہ الاسلام سے ملاقات کے بعد وہ بزرگ بیٹھ گئے اور یہ بھی ان سے بہت قریب مگر مؤدب طریقہ پر۔ دو زانوں بیٹھ گئے اور پھر ایک دوسرے سے اتنا قریب ہو گئے کہ ایک دوسرے سے مل گئے۔

اب ان بزرگ نے اپنے دامن کو تین بار حجتہ الاسلام کی طرف جھٹکا اور پھر حجتہ الاسلام بڑے مطمئن طریقہ پر ان سے مل کر وہاں سے رُخصت ہوئے اور پھر بنارس میں رُکے بغیر بریلی شریف آ گئے۔ راستہ میں اُنھیں سفر میں کوئی دقت بھی نہ ہوئی۔ اس دن حجتہ الاسلام نے ذکر الٰہی بہت دیر تک کیا اور چہرہ پر ایک عجیب نکھار پیدا ہو گیا۔ یہ تو پہلے سے ہی ہے، حسین اور نکھرے سنورے چہرہ والے تھے کہ دیکھنے والے فدا ہو جاتے تھے اور جانے کتنے تاریک دل ان کے چہرہ کے نور سے نور ایمان پا جاتے تھے۔ مگر اس روز سے نورانیت میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔

یہ راز آج تک نہیں کھُلا کہ ان بزرگ نے انہیں کیا دیا۔ کوئی خبر، کوئی پیغام یا کوئی امانت۔ یہ تو یہی دونوں بزرگ جانیں۔ ولی ہی ولی کو پہچانتا ہے۔ ایک ولی کو خبر ہوئی اور دوسرے ولی سے ملنے کے لیے اچانک بے ہزار دشواری بنارس پہنچ گیا۔

منظومات حجۃ الاسلام حضور حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ عربی کے زبردست عالم ہونے کے علاوہ اردو کے بھی بہترین شاعر اور ادیب تھے۔ ان کا نعتیہ دیوان محفوظ نہیں رہا۔ قبالۂ جنت، حدائق بخشش اور دوسرے مجموعوں میں دیگر شعراء کے کلام کیساتھ انکے کلام بھی چھپے ہوتے ملتے ہیں مگر ایک حمد اور تین نعتوں کے علاوہ دوسرا کلام نظر نہیں آتا۔ لہٰذا نمونے کے طور پر انہی چاروں کو پیش کیا جارہا ہے

حمد

اللہ، اللہ، اللہ، اللہ

دل مرا گدگداتی رہی آرزو — آنکھیں پھر پھر کے کرتی رہیں جستجو
عرش تا فرش ڈھونڈ آیا میں تجھکو تو — نکلا اقرب زحبلِ ورید گلو

اللہ، اللہ، اللہ، اللہ

طائرانِ چمن کی چہک وحدہٗ — نغمۂ بلبل کا ہے لاشریک لہٗ
قمریوں کا ترانہ ہے لاغیرہٗ — زمزمہ طوطی کا ہُوَ ہُوَ ہُوَ ہُوَ

اللہ، اللہ، اللہ، اللہ

بلبلوں کو چمن میں رہی جستجو — پپیہا کہتا پھرا پی کہاں سو بسو
پر نہ چٹکا کہیں غنچۂ آرزو — ہاں ملا تو ملا میرے دل میں ہی تو

اللہ، اللہ، اللہ، اللہ

شاہدانِ چمن نے لبِ آب جو — آبِ گل سے نہا کر کے تازہ وضو
حلقۂ ذکر گل کے کیا روبرو — اور لگانے لگے دم بدم ضرب ہو

اللہ، اللہ، اللہ، اللہ

رہ کے پردوں میں تو جلوہ آرا ہوا — بنکے آنکھوں میں آنکھوں سے پردا کیا
آنکھ کا پردہ پردہ ہوا آنکھ کا — بند آنکھیں ہوئیں تو نظر آیا تو

اللّٰہ، اللّٰہ اللّٰہ، اللّٰہ

کعبۂ کعبہ ہے کعبۂ دل میرا — یوں تو کعبہ بھی ہے جلوہ گاہ خدا
ایک دل پر ہزاروں ہی کعبہ فِدا — کعبۂ جان و دل کعبہ کی آبرو

اللّٰہ، اللّٰہ، اللّٰہ، اللّٰہ

طورِ سینا پہ تو جلوہ آرا ہوا — صاف موسیٰ سے فرما دیا لن ترا
اور اِنِّی انا اللّٰہ شجر بول اُٹھا — تیرے جلووں کی نیرنگیاں چار سُو

اللّٰہ، اللّٰہ، اللّٰہ اللّٰہ

مجھ کو دَر دَر پھراتی رہی آرزو — ٹوٹے پائے طلب تھک رہی جستجو
ڈھونڈتا میں پھرا کو بہ کو چار سُو — تھا رگِ جاں سے نزدیک تر دل میں تو

اللّٰہ، اللّٰہ، اللّٰہ، اللّٰہ

کون تھا جس نے سبحانی فرما دیا — اور مَا اَعظَم شانی کس نے کہا
بایزید اور بسطام میں کون تھا — کب انا الحق تھی منصور کی گفتگو

اللّٰہ، اللّٰہ، اللّٰہ، اللّٰہ

یا الٰہی دکھا ہم کو وہ دن بھی تو — آبِ زمزم سے کر کے حرم میں وضو
باادب شوق سے بیٹھکر قبلہ رو — مِلکے ہم سب کہیں یک زباں ہو بہو

اللّٰہ اللّٰہ، اللّٰہ، اللّٰہ

میں نے مانا کہ حامد گنہ گار ہے — معصیت کیش ہے اور خطا کار ہے
میرے مولیٰ مگر تو تو غفّار ہے — کہتی رحمت ہے مجرم سے لاتقنطوا

اللّٰہ، اللّٰہ، اللّٰہ، اللّٰہ

ہا ہا

نعت شریف

گنہگاروں سا روزِ محشر شفیع خیر الانام ہوگا
دولہن شفاعت بنے گی دولہا نبی علیہ السلام ہوگا
کبھی تو چمکے گی نجم قسمت ہلال ماہ تمام ہوگا
کبھی تو ذرہ پہ مہر ہوگی وہ مہر ادھر خوش خرام ہوگا
پڑا ہوں میں ان کی رہگذر میں پڑے ہی رہنے سے کام ہوگا
دل و جگر فرش راہ بنیں گے یہ دیدہ مشق خرام ہوگا
وہی ہے شافع وہی شفیع اسے شفاعت سے کام ہوگا
ہماری بگڑی بنے گی اس دن وہی مدار المہام ہوگا
انہیں کا منہ سب تکیں گے اس دن جو وہ کریں گے وہ کام ہوگا
دہائی سب انکی دیتے ہوں گے انہیں کا ہر لب پہ نام ہوگا
انا لہا کہہ کے عاصیوں کو وہ لیں گے آغوش مرحمت میں
عزیز اکلوتا جیسے ماں کو انہیں ہر ایک یوں غلام ہوگا
ادھر وہ گرتوں کو تھام لیں گے ادھر پیاسوں کو جام دیں گے
صراط و میزان و حوض کوثر یہیں وہ عالی مقام ہوگا
کہیں وہ جلتے بجھاتے ہوں گے کہیں وہ روتے ہنساتے ہونگے
وہ پائے نازک پہ دوڑتا اور لعید ہر اک مقام ہوگا
جو مجرم کو باریابی تو خوف عصیاں سے دھج یہ ہوگی

خمیدہ سر آب دیدہ آنکھیں لرزتا ہندی غلام ہوگا

حضور مرشد کھڑا رہوں گا کھڑے ہی رہنے سے کام ہوگا

نگاہ لطف و کرم اٹھے گی تو جھک کے میرا سلام ہوگا

خدا کی مرضی ہے انکی مرضی، ہے ان کی مرضی خدا کی مرضی

انہیں کی مرضی پہ ہو رہا ہے انہیں کی مرضی پہ کام ہوگا

جدھر خدا ہے اُدھر نبی ہے جدھر نبی ہے اُدھر خدا ہے

خدائی بھر سب ادھر پھرگی جدھر وہ عالی مقام ہوگا

اسی تمنا میں دم پڑا ہے یہی سہارا ہے زندگی کا

بلالو مجھ کو مدینے سرور نہیں تو جینا حرام ہوگا

حضور روضہ ہوا جو حاضر تو اپنی سج دھج یہ ہوگی حامد

خمیدہ سر آنکھ بند لب پر مرے درود و سلام ہوگا

نعت پاک

محمد مصطفےٰ نور خدا نام خدا تم ہو

شہ خیر الوریٰ شان خدا صلے علیٰ تم ہو

شکیب دل قرار جاں محمد مصطفےٰ تم ہو

طبیب درد دل تم ہو مرے دل کی دوا تم ہو

غریبوں دردمندوں کی دوا تم ہو دعا تم ہو

فقیروں بے نواؤں کی صدا تم ہو ندا تم ہو

حبیب کبریا تم ہو امام الانبیاء تم ہو

محمد مصطفےٰ تم ہو محمد مجتبےٰ تم ہو

ہمارے ملجا و ماویٰ ہمارا آسرا تم ہو
ٹھکانا بے ٹھکانوں کا شہ ہر دوسرا تم ہو

غریبوں کی مدد بے بس کا بس روحی فدا تم ہو
سہارا بے سہاروں کا ہمارا آسرا تم ہو

نہ کوئی ماہ وش تم سا نہ کوئی مہ جبیں تم سا
حسینوں میں ہو تم ایسے کہ محبوبِ خدا تم ہو

میں صدقے انبیاء کے یوں تو سب محبوب ہیں لیکن
جو سب پیاروں سے پیارا ہے وہ محبوب خدا تم ہو

حسینوں میں تمہیں تم ہو نبیوں میں تمہیں تم ہو
کہ محبوب خدا تم ہو نبی الانبیا تم ہو

تمہارے حسنِ رنگیں کی جھلک ہے سب حسینوں میں
بہاروں کی بہاروں میں بہارِ جانفزا تم ہو

زمیں میں ہے چمک کس کی فلک پر ہے جھلک کس کی
مہ و خورشید سیاروں ستاروں کی ضیا تم ہو

وہ لاثانی ہو تم آقا نہیں ثانی کوئی جس کا
اگر ہے دوسرا کوئی تو اپنا دوسرا تم ہو

ھو الاول ھو الآخر ھو الظاھر ھو الباطن
بِکُلِّ شَیءٍ عَلِیم لوحِ محفوظِ خدا تم ہو

نہ ہو سکتے ہیں دو اول نہ ہو سکتے ہیں دو آخر
تم اول اور آخر ابتدا تم انتہا تم ہو

خدا کہتے نہیں بنتی جُدا کہتے نہیں بنتی

خدا پر اس کو چھوڑا ہے وہ جانے کہ کیا تم ہو

انا من حامد و حامد رضا منّی کے جلووں سے

بحمد اللہ رضا حامد ہیں اور حامد رضا تم ہو

نعت شریف

چاند سے ان کے چہرے پر گیسوئے مشکفام دو

دن ہے کھلا ہوا مگر وقتِ سحر ہے شام دو

ہے صبح اک سحر زلفِ دو رات

پھول سے گال صبح دم مہر ہیں لالہ فام دو

عارض نور بار سے بکھری ہوئی ہٹی جو زلف

ایک اندھیری رات میں نکلے مہ تمام دو

اُن کے جبینِ نور پر زلفِ سیہ بکھر گئی

جمع ہیں ایک وقت میں ضدین صبح و شام دو

خیر سے دن خدا وہ لائے دونوں حرم ہمیں دکھائے
زمزم و بیرِ فاطمہ کے پیٹں چل کے جام دو

ذاتِ حسن حسین ہے عینِ شبیہہ مصطفیٰ
ذات ہے اِک نبی کی ذات ہیں یہ اسی کے نام دو

ہاتھوں سے چار یار کے ہمکو ملیں گے چار جام
دستِ حسن حسین سے اور ملیں گے جام دو

پی کے پلا کے میکشو ہم کو بچی کچھی ہی دو
قطرہ دو قطرہ یونہی سی کچھ تو برائے نام دو

ایک نگاہِ ناز پر سیکڑوں جام مئے نثار
گردشِ چشمِ مست سے ہم نے پئے ہیں جام دو

وسطا مسبحہ پہ سر رکھیئے انگوٹھے کا اگر
نامِ الٰہ ہے لکھا ہ اور الف ہے لام دو

ہاتھ کو کان پر رکھو یا با ادب سمیٹ لو
دال ہوا ایک ح ہوا ایک آخر حرف نام دو

نام خدا ہے ہاتھ میں نام نبی ہے ذات میں
مہرِ غلامی ہے پڑی لکھے ہوئے ہیں نام دو

نامِ حبیب کی ادا جاگتے سوتے ہوا ادا
نامِ محمدی بنے جسم کو یہ نظام دو

کان پہ دست چپ رکھو ہا ہے یہ اسم ذات کی
پائے دراز و دست راست ایک الف ہے لام دو

نام خدا مرقعۂ زلف رُخ حبیب ہے
بینی الف ہے ہ دہن زلف دوتا ہیں لام دو

وحشی ہے ایک دل مرا زلف سیاہ فام دو
بندش عشق سخت تر صید ہے ایک دام دو

تلووں سے انکے چار چاند لگ گئے مہر و ماہ کو
ہیں یہ انہیں کی تابشیں ہیں یہ انھیں کے نام دو

گاہ وہ آفتاب ہیں گاہ وہ ماہتاب ہیں
جمع ہیں ان کے گالوں میں مہر و مہ تمام دو

بازیٔ زلیست مات ہے موت کو بھی ممات ہے
موت کو بھی ہے اک دن موت یہ اذن عام دو

اب تو مدینے لے بلا گنبد سبز دے دکھا
حامد و مصطفےٰ تیرے ہند میں ہیں غلام دو